اذان میں اللہ اکبر کی را کو پڑھنے کا طریقہ

دارالافتاء اھلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ اذان میں "اللہ اکبر اللہ اکبر" میں لفظ اکبر کی را کو لفظ اللہ کے لام سے ملا کر پڑھنے میں را پر زبر پڑھا جائے گا، پیش پڑھا جائے گا یا ساکن پڑھا جائے گا؟ کیونکہ عرب کے قاری حضرات را کو پیش دے کر پڑھتے ہیں اور فتاوی شامی میں ہے کہ را کو زبر کے ساتھ پڑھا جائے، پیش پڑھنا خلاف سنت ہے تو قاری حضرات کیوں پیش پڑھتے ہیں؟

جواب

بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

اذان واقامت میں تکبیرات کو وصل یعنی پہلی تکبیر کو دوسری سے ملا کر پڑھنے کی صورت میں راجح یہی ہے کہ اکبر کی "راء" پر فتحہ پڑھا جائے گا، پیش پڑھنا مرجوح ہے۔

تفصیل اس مسئلہ میں یہ ہے کہ دراصل اذان واقامت کے کلمات میں آخری حرف کو ساکن پڑھنا زمانہ اقدس سے مسلمانوں میں معمول ہے، لہٰذا اس کے خلاف مطلق حرکت دے کر پڑھنا سنتِ متوارثہ کے خلاف طریقہ کار ہے۔ چونکہ ملانے کی صورت میں ظاہر ہے کہ راء پر کوئی حرکت دینی ہوگی، اب وہ حرکت کیا ہوگی؟ تو اس کے بارے میں خاتم المحققین علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ "راء" پر سکون کی نیت کے ساتھ اس پر فتحہ یعنی زبر پڑھا جائے، پیش پڑھنا خلاف سنت ہے۔ اب یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جس طرح ضمہ ایک حرکت ہے، تو فتحہ بھی حرکت ہے۔ اگر سکون کے برخلاف حرکت کی وجہ سے ضمہ دینا خلافِ سنت ہے تو فتحہ بھی خلاف سنت ہونا چاہئے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ فتحہ پڑھنے کی اجازت اور پیش کو خلاف سنت کہنے کی وجہ یہ ہے کہ پہلی "اکبر" کی راء پر چونکہ وقف مطلوب ہے، لہٰذا وقف کے تقاضے کی وجہ سے "راء" فی نفسہٖ ساکن قرار پائی لیکن جب "راء" کو اسم جلالت "اللہ" سے ملایا گیا تو "راء" اور "لام" دونوں کے ساکن ہونے کی وجہ سے اجتماع ساکنین ہوگیا، لہٰذا اجتماع ساکنین سے بچنے کے لیے لفظِ "اَللہ" کے ہمزہ کی فتحہ "راء" کو دیدی گئی، تو یوں گویا حقیقت میں "راء" ساکن ہی ہے مگر ظاہری اعتبار سے فتحہ

کے ساتھ پڑھی گئی، جبکہ اگر "راء" کو پیش کے ساتھ پڑھا جائے تو وہ اصلاً متحرک قرار پائے گی، اس لیے علامہ شامی علیہ الرحمۃ نے "راء" پر پیش پڑھنے کو خلاف سنت فرمایا ہے۔ البتہ وصل یعنی ملاتے ہوئے اگر کوئی اکبر کی "راء" پر پیش پڑھ دے تو یہ ناجائز و گناہ ہرگز نہیں اور پیش دے کر پڑھنے میں بھی اذان واقامت ہو جائے گی لیکن خلاف سنت ہوگا۔

اذان واقامت کے کلمات کو ساکن پڑھنے سے متعلق مراقی الفلاح میں ہے:

”ویجزم الراء في التكبير ويسكن كلمات الأذان والإقامة حقيقة وينوى الوقف فى الاقامة لقوله صلى الله عليه وسلم: الاذان جزم والإقامة جزم والتكبير جزم“

ترجمہ: اور تکبیر میں "راء" کو جزم کے ساتھ پڑھا جائے، اور اذان واقامت (میں سے ہر ایک) کے کلمات کو ساکن ادا کیا جائے گا، اذان میں حقیقتاً (سانس توڑ کر وقف کیا جائے گا) اور اقامت میں وقف کی نیت کرے گا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کی وجہ سے کہ اذان جزم (ساکن) ہے، اقامت جزم ہے اور تکبیر جزم ہے۔ (مراقی الفلاح شرح نور الایضاح، کتاب الصلاۃ، صفحہ 118، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

خلیل ملت مفتی محمد خلیل خان برکاتی لکھتے ہیں: ”اذان واقامت کے کلمات میں جزم یعنی آخر میں وقف، یعنی اسے ساکن بغیر کسی حرکت پڑھنا شرعاً مطلوب اور زمانہ اقدس سے مسلمانوں میں معمول ہے۔ اس کے خلاف کرنا، سنت متوارثہ کو چھوڑنا ہے۔ اسی لیے اللہ اکبر سکون سے پڑھتے ہیں، حرکت نہیں دیتے۔“ (فتاوی خلیلیہ، جلد 1، صفحہ 218، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور)

فتاوی جامعہ اشرفیہ میں ہے: ”اذان واقامت کے تمام کلمات کے آخرِ حرف پر سکون اور وقف ہے۔ مگر اذان و اقامت میں فرق یہ ہے کہ اذان میں حقیقۃً یعنی سانس توڑ کر ٹھہر بھی جائے اور اقامت میں سکون وجزم پڑھے اور وقف کی نیت کرے۔۔۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ "اذان واقامت اور تکبیر میں جزم (سکون) ہے۔۔۔ سکون وجزم ترک کر کے اس کو متحرک و مضموم پڑھنا بلاشبہہ مذموم ورافعِ سنت ہے اور ارشاد نبوی کی مخالفت ہے۔“ (فتاوی جامعہ اشرفیہ، جلد 1، صفحہ 264-265 ملتقطاً، مبارک پور، ہند)

درمختار میں ہے:

”وبفتح راء اكبر والعوام يضمونها، روضة۔ قال المصنف: لكن فى الطلبة معنى قوله صلى الله عليه وسلم: الاذان جزم۔ اى مقطوع المد، فلا يكون آلله، لانه استفهام، وانه لحن شرعى أو مقطوع حركة الاخر للوقف، فلا يقف بالرفع فانه لحن لغوى“

ترجمہ: اور "اکبر" کی راء کو فتحہ کے ساتھ پڑھا جائے، اور عوام اسے ضمہ کے ساتھ پڑھتے ہیں (روضۃ)۔ مصنف نے کہا: لیکن طلبہ (ایک کتاب کا نام) میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول "اذان ساکن ہے" کا معنی یہ ہے کہ اذان میں مد نہ دی جائے، لہٰذا "آللہ" نہ کہا جائے کیونکہ یہ استفہام ہے اور شرعی لحاظ سے غلطی ہے، یا پھر اس کا معنیٰ یہ ہے کہ آخر کی حرکت کو وقف کی وجہ سے حذف کر دیا جائے، لہٰذا رفع کے ساتھ وقف نہ کیا جائے کیونکہ یہ لغوی اعتبار سے غلطی ہے۔

اس کے تحت حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار میں ہے:

"(وبفتح راء اکبر) بتحویل فتحۃ الھمزۃ الیھا للتلخص من الساکن۔۔۔" وقولہ: (حرکۃ الاخر)۔۔۔ غایۃ الامر ان راء اکبر الاولی والثالثۃ والخامسۃ محرکۃ بالفتح لالتقاء الساکنین، حیث لم یقف علیھا، ومابقی ساکن للوقف، حلبی"

ترجمہ: (اور اکبر کی راء کو فتحہ کے ساتھ) ساکن سے چھٹکارا پانے کیلئے ہمزہ کے فتحہ کو اس کی طرف منتقل کر دینے کی وجہ سے۔۔۔ (اور ان کا قول کہ آخری حرف کی حرکت کو وقف کی وجہ سے حذف کر دیا جائے گا)۔۔۔ غایت یہ ہے کہ پہلی، تیسری اور پانچویں تکبیر میں جہاں وقف نہیں کیا ہو، تو وہاں ساکنین کے ملنے کی وجہ سے "اکبر" کی راء کو فتحہ کے ساتھ حرکت دی جائے گی، اور باقی سب وقف کی وجہ سے ساکن ہوں گے، حلبی۔ (حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار، جلد2، صفحہ58،57، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

رد المحتار علی الدر المختار میں ہے:

"وحاصلھا أن السنۃ أن یسکن الراء من "اللہ أکبر" الأول أو یصلھا بـ "اللہ أکبر" الثانیۃ، فإن سکنھا کفی وإن وصلھا نوی السکون فحرك الراء بالفتحۃ، فإن ضمھا خالف السنۃ؛ لأن طلب الوقف علی "أکبر" الأول صیرہ کالساکن أصالۃ فحرك بالفتح"

ترجمہ: اس کا حاصل یہ کہ سنت یہ ہے کہ پہلے "اللہ اکبر" کی راء کو ساکن کیا جائے، یا اسے دوسرے "اللہ اکبر" کے ساتھ ملا دیا جائے۔ اگر مؤذن نے اسے ساکن کر دیا تو یہ کافی ہے، اور اگر اسے ملا دیا تو ساکن کی نیت کرتے ہوئے راء کو فتحہ کے ساتھ حرکت دے گا، اگر اس نے اسے پیش دیا تو اس نے سنت کی خلاف ورزی کی؛ کیونکہ پہلے "اکبر" پر وقف کے تقاضے نے اسے ساکن ہونے کی طرح بنا دیا، لہٰذا اسے فتحہ کے ساتھ حرکت دی جائے گی۔ (رد المحتار علی الدر المختار، باب الاذان، جلد2، صفحہ63-65، دار المعرفۃ، بیروت)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجیب: مفتی محمد قاسم عطاری

فتوی نمبر: FAM-867

تاریخ اجراء: 3ربیع الاول1447ھ/28اگست2025ء

Dar-ul-IftaAhlesunnat (Dawat-e-Islami)

www.fatwaqa.com daruliftaahlesunnat DaruliftaAhlesunnat

Dar-ul-ifta AhleSunnat feedback@daruliftaahlesunnat.net